DEPARTMENT OF URDU

Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade – 'A'

(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

DR. MUSTAFIZ AHAD
Assistant Professor
Mob- 9955722260, 9472079131

Email:- ahadmustafiz@gmail.com
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No:.....................

Date :........................

B. A. Urdu (Hons) Part III

Paper- VII

Topic :- Hazrat Umar Raziallaho Anho ka Intakhab aur Khilafate Farooki

Ahad
14/8/20

B.A. Urdu (Hons) Part III

Paper - VII

ڈاکٹر مستفیض احمد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب اور خلافت فاروقی

حضرت ابوبکرؓ اپنی وفات سے قبل دو ہفتے تک بیمار رہے تھے۔ آپ کو جب محسوس ہوا کہ اب میری وفات یقینی ہے تو آپ کو اپنے بعد خلیفہ کی فکر لاحق ہوئی۔ آپ نے خیال کیا اگر میں اس مسئلہ کو اپنے سامنے طے کرا دوں تو بہتر ہوگا، ورنہ مسلمانوں میں انتشار کا اندیشہ ہے۔ آپؓ نے بڑے غور و فکر کے بعد حضرت عمرؓ کا نام تجویز کیا اور اہل الرائے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ بعض حضرات نے کہا کہ وہ ہر اعتبار سے موزوں شخصیت ہیں۔ مگر ان کے مزاج میں سختی ہے آپ نے فرمایا "خلافت کا بوجھ پڑے گا تو سختی جاتی رہیگی"۔ جب اہل شوریٰ کا اتفاق ہو گیا تو آپ نے عہد نامہ لکھوا دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

یہ عہد نامہ خلیفہ رسول ابوبکرؓ کے سفر آخرت کے وقت کا ہے۔ میں عمر بن خطاب کو تمہارا حاکم مقرر کرتا ہوں اس امر میں تمہاری بھلائی کو میں نے پوری طرح ملحوظ رکھا ہے۔ اگر وہ حق پر قائم رہے اور عدل سے کام لیا تو ان سے یہی توقع ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا اور راہ حق سے ہٹ گئے تو مجھے غیب کا علم نہیں ہے ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔

یہ عہد نامہ اپنے غلام کے ذریعہ پڑھوا کر سنوایا۔ پھر آپ جیسے تیسے دوسروں کے سہارے بالاخانہ پر تشریف لے گئے اور وہاں سے مسلمانوں کے مجمع کو خطاب کیا اور فرمایا۔

"برادران اسلام! میں نے اپنے کسی قریب عزیز کو خلیفہ نہیں بنایا ہے بلکہ اس شخص کو مقرر کیا ہے جو تم میں سب سے بہتر ہے۔ کیا تم اس سے راضی ہو؟" تمام حاضرین نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ کو کچھ نصیحتیں کیں۔

حضرت عمرؓ کا مختصر تعارف

آپؓ کا نام ابو حفص عمر فاروق ہے۔ والد کا نام خطاب تھا اور والدہ کا نام حنتمہ۔ آپؓ عدی بن کعب کی اولاد میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ ابن کعب کی اولاد میں سے ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپؓ کا سلسلہ نسب رسولؐ سے مل جاتا ہے۔ قریش کی سفارت اور عدالت دونوں محکمے آپ کے خاندان میں تھے۔ آپؓ حضورؐ کی پیدائش کے بارہ سال

P.T.O

بعد پیدا ہوئے اور حضورؐ کے انتقال کے اتنے ہی عرصہ بعد انتقال ہوا۔ اس لئے آپ رضؓ کی عمر
بھی تھی 63 سال ہوئی۔

آپ نے فنِ نسب گری اور فنِ تقریر میں مہارت حاصل کی تھی آپ بہادر، دوربین،
وسیع النظر، اور تجربہ کار آدمی تھے۔ رسول اکرمؐ نے جب اسلام کی طرف لوگوں کو
دعوت دینی شروع کی اس وقت آپ رضؓ کی عمر 27 سال تھی یا دوران میں آپ رضؓ
کو اسلام کی صدا اچھی نہیں لگی۔ چنانچہ اسے دبانے کی کوشش کرنے لگے۔ حضورؐ نے
دعا فرمائی کہ اے اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے ایک کے ذریعہ اسلام کو تقویت
عطا فرما۔ یہ دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی۔ آپ رضؓ سوچنے سمجھنے والے مخلص انسان
تھے۔ جلدی سے اپنا عقیدہ اور راہ کیسے بدل سکتے تھے۔ آپ برابر غور کرتے رہے۔
صحیفہ قرآن سنتے رہے۔ کبھی آپ کو بیت خانہ سے آوازیں آتی ہوئی سنائی دیتی۔
کبھی آپ اُٹھ اپنی خادمہ لبینہ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مارتے تھے اور وہ بیچاری
پٹتی رہتی تھیں۔ کہتی آقا آپ مجھے جس قدر اذیت دے رہے ہیں۔ اگر اسلام قبول نہیں
کریں گے تو اس سے زیادہ عذاب پائیں گے۔ آپ ان کی اس بات سے اور ان کی
ثابت قدمی سے اثر لیتے تھے۔ ایک بار آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے
نکلے تھے اور راستہ میں نعیم بن عبداللہ سے یہ سن کر کہ تمہاری بہن بہنوئی مسلمان ہو گئے
ہیں، ان کے گھر پہنچتے ہیں کہ دونوں کو زد و کوب کرتے ہیں اور بہن کا یہ کہنا ہو کہ
بھائی تم خواہ مجھ کو کرڈالو ہم نے حق اختیار کیا ہے اب ہم چھوڑ نہیں سکتے ہیں۔ بہن
کی اس ثابت قدمی سے متاثر ہوتے ہیں۔ صحیفہ کی کچھ آیتیں پڑھنے سے فوراً حضورؐ کی
خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ آپ رضؓ کا اسلام قبول کر لینے کا
مسلمانوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ مسجد الحرام میں بے شک مسلمان نماز نہیں
پڑھ سکتے تھے۔ اب مسلمانوں نے حضرت عمر رضؓ اور حضرت حمزہ رضؓ کے ہمراہ مسجد حرام
میں پہنچ کر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔ نبوت کا تیرہویں سال آپ نے
مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ دوسرے مسلمان تو چھپ چھپا کر ہجرت کر رہے تھے۔
آپ رضؓ نے علی الاعلان ہجرت کی اور کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جو واقعات اور مہمات پیش آئیں ان میں سے ایک بھی ایسی
نہیں ہے جس میں حضرت عمرؓ شریک نہ رہے ہوں۔ یہودیوں اور مختلف قبیلوں سے
مقابلے ہوئے، مختلف انتظامات ہوئے جتنی بھی جنگیں ہوئیں سب میں حضرت عمرؓ شریک
رہے۔ ۲ ہجری میں جنگ بدر ہوئی کفار کی طرف سے قریش کے تمام قبیلے شریک تھے
لیکن حضرت عمر کے قبیلے بنو عدی کا ایک آدمی بھی شریک نہیں تھا۔ یہ حضرت عمر کے رعب
دبدبہ کا نتیجہ تھا۔ لیکن اسلامی فوج میں حضرت عمرؓ کے اپنے قبیلے بنی عدی کے اور حلیف
قبیلوں کے ایک درجن آدمی شامل تھے۔ جنگ بدر میں سب سے پہلا جو مسلمان شہید ہوا
وہ حضرت عمرؓ کا غلام تھا۔ عاص بن ہشام حضرت عمرؓ کا ماموں تھا اس جنگ میں حضرت
عمر نے اسے خود قتل کیا تھا۔ کیونکہ دین اسلام کے معاملے میں حضرت عمرؓ کسی رشتہ
اور تعلق کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی غیرت ایمانی ہی تھی کہ جنگ بدر کے
قیدیوں کے متعلق انہوں نے حضور ﷺ کو مشورہ دیا تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے اور اسی رائے
کی تائید میں بعد میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ جنگ احد میں ثابت قدم رہے اور خالد
بن ولید کے دستے کو پسپا کیا اور ابو سفیان نے جب کہا کیا محمد ﷺ زندہ ہیں؟
حضور ﷺ نے منع فرما دیا تھا کہ جواب نہ دینا۔ اس نے پوچھا کیا ابوبکرؓ زندہ ہیں؟ جواب
نہ پاکر کہا کیا عمر زندہ ہیں؟ پھر جواب نہ ملا تو کہا یہ سب مارے گئے۔ حضرت عمرؓ سے
نہ رہا گیا۔ آپؓ نے بھی چیخ کر کہا اور جواب دیا کہ اے دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں۔
پھر اس نے کہا ہبل کی جے ہو۔ حضرت عمر نے جواب دیا اللہ کا بول بالا ہو۔ جنگ
احزاب میں خندق پر تھوڑی تھوڑی دور پر فوجیں تعینات کی گئی تھیں ایک حصے پر
حضرت عمرؓ ایک دستہ کے ساتھ متعین تھے۔ آج بھی وہاں حضرت عمرؓ کے نام سے ایک
مسجد موجود ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر دب کر صلح کرنا حضرت عمر کو سخت پریشان کر رہا
تھا۔ چنانچہ پہلے حضرت ابوبکرؓ سے تذکرہ کیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح
گفتگو کی۔

حضرت عمرؓ نے: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟
حضور ﷺ نے: بیشک میں اللہ کا نبی ہوں۔

P.T.O

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: کیا یہ دشمن مشرک نہیں ہیں؟
حضور ﷺ: بے شک وہ مشرک ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ ﷺ تو ہم دین حق کو کیوں ذلیل کریں؟
حضور ﷺ: میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔

یہ گفتگو بظاہر خلاف ادب معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کی تہہ میں غیرت ایمانی اور دینی حمیت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے کفارہ کے طور پر روزے رکھے، نفل نمازیں پڑھیں، صدقہ خیرات کیا، اور غلام آزاد کئے۔ جنگ خیبر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے سپہ سالاری کا منصب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سپرد کیا گیا اور دو روز تک مسلسل آپ نے فوجوں کو لڑایا۔ خیبر کی زمین نبی ﷺ نے مجاہدین میں تقسیم فرما دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ثمغ نامی ایک جائیداد [redacted] ملی تھی جو آپ نے وقف کر دی تھی۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا وقف تھا۔ حضور ﷺ نے ۷ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ہوازن کے مقابلہ پر بھیجا لیکن ہوازن بھاگ گئے مقابلہ نہیں ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے بیعت لینے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت عمر ہی کو مقرر فرمایا تھا۔ جنگ حنین میں جو لوگ ثابت قدم رہے تھے ان میں حضرت عمر بھی تھے۔ غزوہ تبوک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا آدھا مال لا کر پیش کر دیا۔ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع میں آپ ساتھ ساتھ تھے۔ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعصاب اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے کہ جو کہے گا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر نے قرآن سے استدلال کیا تب ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ کیفیت جاتی رہی۔

14/8/20